اسرائیلی پارلیمنٹ میں تبشیری سرگرمیوں پر پابندی کا مسوّدۂ قانون پیش کردیا گیا۔

اِن دنوں اسرائیل کے سیاسی اور سماجی حلقوں میں پارلیمنٹ میں لیبر پارٹی کے رکن نسیم زوِلّی کا پیش کردہ مسوّدۂ قانون تند و تیز مباحثے کا موضوع ہے۔ مسوّدے میں تجویز کیا گیا ہے کہ اسرائیل میں ہر قسم کی تبشیری سرگرمیوں پر پابندی لگا دی جائے۔ جناب زوِلّی کے بقول گزشتہ سال ایک امریکی منّاد کی طرف سے اسرائیل کے پانچ لاکھ یہودیوں کو ڈاک کے ذریعے تبشیری لٹریچر ارسال کرنے کا فیصلہ اُن کے مذہبی حقوق پر چھاپہ مارنے کے مترادف تھا۔

کہا جا رہا ہے کہ وزیر اعظم بنجمن نیتین یاہو کی طرف سے مسوّدے کی بھرپور مخالفت ہوگی، تاہم جناب زوِلّی مسیحی مبشّرین، اور بعض کے خیال میں بحیثیت مجموعی مسیحیّت، کے خلاف عوام میں پائی جانے والی نفرت کو زبان دینے میں کامیاب رہے ہیں۔ زوِلّی اور اُن کے پیش کردہ مسوّدہ قانون کے حامی موشے جافنی کا خیال ہے کہ مسیحی مبشّرین چرچوں کے فراہم کردہ لاکھوں ڈالروں کی مدد سے ہر سال سیکڑوں غریب یہودیوں کو حلقۂ مسیحیّت میں داخل کر لیتے ہیں، اور یہ مسوّدہ "اسرائیل میں تبشیری سرگرمیوں کو محدود کرنے کی ایک کوشش ہے۔" جب ایک ہنستا مسکراتا شخص کسی مفلوک الحال یہودی کے پاس جاتا ہے، اُسے امداد کی پیش کش کرتے ہوئے اُس کا ذہن بدلنا شروع کرتا ہے، تو یہ مذہبی آزادیوں پر چھاپہ مارنے کے مترادف ہے۔" مسیحی مبشّرین ایک غریب یہودی کی کمزوریاں پیش نظر رکھتے ہیں۔"

زوِلّی کے بقول یہودیوں نے اِس لیے یہودی ریاست قائم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ لوگ اُن کے پیچھے لگے رہیں اور اُنہیں بتاتے رہیں کہ اُنہوں نے غلط روحانی راستہ اختیار کر رکھا ہے۔ "میرے لیے یہ بات حیرت انگیز ہے کہ مجھے یہودی ریاست میں مسیحی مبشّرین کے خلاف لڑنا پڑ رہا ہے۔"

مسوّدہ قانون کے مطابق "تبدیلی مذہب کی دعوت دینے والے لٹریچر کی طباعت و اشاعت، تقسیم اور درآمد، بلکہ اسے پاس رکھنے پر بھی پابندی ہوگی۔" زیرِ بحث مسوّدے کے خلاف دُنیا بھر کے مسیحیوں نے خطوط لکھ کر احتجاج کیا ہے۔ احتجاج کرنے والوں میں ویٹی کن سے لے کر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سینیٹ کی "کمیٹی برائے امورِ خارجہ" کے جیسی ہیلمز تک شامل ہیں۔ احتجاجی خطوط میں کہا گیا ہے کہ اِس مسوّدہ قانون کے منظور ہو جانے کی صورت میں تو "عہد نامۂ جدید" تک پر پابندی لگ جائے گی۔

بعض مسیحیوں کی رائے میں یہ مسوّدہ قانون غیر منطقی ہے اور قرونِ وسطیٰ میں جو حالات تھے، اُن

کے خوف پر مبنی ہے۔ اِس سے یہود - مسیحی تعلقات جو بتدریج بہتر ہوتے جا رہے تھے، ان میں ایک بار پھر رخنہ پیدا ہو گیا ہے۔ مقامی مسیحی رہنماؤں کا موقف یہ ہے کہ وہ اس مسئلے کی حساسیّت سے آگاہ ہیں اور اِسی لیے تبشیری سرگرمیوں میں شامل نہیں ہوتے۔ یروشلم کے ایک پروٹسٹنٹ چرچ کے پادری جناب پال ورجر کا کہنا ہے کہ "ہم ہر خدمت کے لیے حاضر ہیں، مگر کسی کے مذہب پر چھاپہ مارنا ہمیں منظور نہیں۔ میرے خیال میں اگر ہم نے ایسی کسی حرکت کا ارتکاب کیا تو ہمیں یہاں سے باہر پھینک دیا جائے گا، مجھے حیرت ہے کہ مسودہ قانون پیش کرنے والے خوف کا شکار کیوں ہیں؟"

وزارتِ مذہبی اُمور کے یُوری مور نے جو ایسے مسائل پر نظر رکھتے ہیں، کہا ہے کہ "بعض چرچ مسئلے کی حساس نوعیت کا خیال نہیں رکھتے" اور روس اور ایتھوپیا سے آنے والے یہودیوں کو حلقۂ مسیحیت میں داخل کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ یُوری مور نے مزید کہا کہ "میں جانتا ہوں کہ یہ مسودۂ قانون پارلیمنٹ میں کیوں پیش کیا گیا ہے، اِس لیے کہ اسرائیل میں مبشّرین سرگرم عمل ہیں۔ مغربی چرچوں کو یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اسرائیل میں تبشیری سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکتے۔"

"مشرق کس طرح فتح کیا گیا ہے۔"

[پاکستان میں مغرب زدگی کی لہر شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی ہے۔ ردِ عمل کی کئی جہات ہیں۔ انگریزی روزنامہ "نیشن" (اسلام آباد) نے کاشف اکرم نون کا ایک مضمونچہ شائع کیا ہے۔ یہ مضمونچہ "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے عمومی مزاج سے ذرا ہٹ کر ہے، تاہم وطنِ عزیز کی سوچوں سے آگاہ رہنے کے لیے اِس کا ترجمہ ذیل میں مؤقر معاصر اور مضمون نگار کے شکریے کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔ انگریزی سے اُردو ترجمہ جناب شاہد فاروق نے کیا ہے۔ مدیر]

"مسیح کا واسطہ ہے ---رک جاؤ!" میں نے یہ الفاظ اس وقت سنے جب خریداری میں مصروف تھا۔ ان الفاظ نے مجھے پیچھے مڑ کر دیکھنے پر مجبور کیا، وہ اس لیے کہ میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سٹورز — K. Mart (کے - مارٹ) یا J.C.Penny's (جے - سی - پینیز) میں خریداری نہیں کر رہا تھا، بلکہ یہ یہاں پاکستان کی بات ہے۔ نوجوان جوڑا جسے میں نے باتیں کرتے ہوئے سنا، کسی مسئلے پر بحث کر رہا تھا۔ میں نے غور سے دیکھا، کیونکہ مرد اور عورت میں تمیز کرنے کے لیے مجھے ایسا کرنا پڑا تھا۔ آہ! لمبے لمبے بال اور چھدے ہوئے کان۔ مجھے فرانسیسی طرز کی ڈاڑھی دکھائی دی اور میں نے محاورتاً سکون کا سانس لیا۔ میرا کسی کی بات کو سن لینا، ایک چھوٹا سا معمولی واقعہ معلوم ہوتا ہے، یہ اتنا اہم بھی نہیں کہ اسے اخبار میں جگہ دی جائے، لیکن اس بظاہر معمولی نظر آنے والے واقعہ نے مجھے